Al-Azhār

Volume 9, Issue 1 (Jan-june, 2023)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/20

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/460

Article DOI: https://doi.org/ 10.5281/zenodo.8196655

Title A comparative analysis of the views of the jurists related to Luqta

Author (s): Dr. Atiq Ullah,Dr. Zia Ur Rehman,Dr. Muhammad Zakariya

Received on: 26 January, 2023
Accepted on: 27 March, 2023
Published on: 25 June, 2023

Citation: Dr. Atiq Ullah,Dr. Zia Ur Rehman,Dr. Muhammad Zakariya :::;A comparative analysis of the views of the jurists related to Luqta;;:," Al-Azhār: 9 No.1 (2023): 242-254

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

لقطہ کے بارے میں فقہاء کی آراء کا تقابلی جائزہ

A comparative analysis of the views of the jurists related to Luqta

**Dr. Atiq Ullah*
***Dr. Zia Ur Rehman*
****Dr. Muhammad Zakariya*

Abstract

If someone finds something lost, it is called Luqta and is not right to pick it up for himself. If there is a risk that if he does not pick it up, someone else will take it and the person who owns it will not get it, then it is obligatory to pick it up and deliver it to the owner. When someone picked up a lying thing, it became necessary for him to find the owner and show it to him. If there is no risk of being lost or there is a risk of being lost, both of them have the same ruling that after picking it up, it is obligatory to find the owner and deliver it to him, then it is not permissible for the finder to keep it for himself. He should publicize the found thing in gatherings of people and repeatedly announce that he has found an item and whoever this item belongs to him should come and receive it, but in the announcement he should not mention the signs of the item, but rather say that he has found a jewel, a cloth or money. Tell the sign to whom it belongs. If someone tells the right sign, then he should be given it.

Keywords: *Luqta, lost thing, rules for lying thing, publicity of lying thing*

....
**Lecturer Islamic Studies, SBBU Sheringal, Dir Upper,atiqullah@sbbu.edu.pk*
***Lecturer Islamic Studies, SBBU Sheringal, Dir Upper,ziaktk@sbbu.edu.pk*
****Lecturer Islamic Studies, AWKUM, Mardan,Zaka336@gmail.com*

لقطہ کی لغوی تعریف:

"لقطہ"، "لقط" سے ماخوذ ہے۔ لغت میں "لقط" کے معنی "اخذ الشئ من الارض" یعنی "زمین سے کوئی چیز لینا" ہے[۱]

اصطلاحی تعریف: اصطلا[1]ح میں "لقطہ" سے مراد وہ ضائع شدہ مال ہے جسے مالک کے علاوہ کوئی دوسرا اٹھائے یا وہ چیز ہے جو کسی کو ملے اور وہ اسے امانت کے طور پر اٹھائے۔[۲]

لقطہ کا حکم: لقطہ اٹھانے کے حکم کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

احناف کا موقف:

احناف کے نزدیک گمشدہ چیز اٹھانا مستحب ہے، اگر کوئی (مالک کو پہنچانے کے لئے) اس کی تشہیر پر قادر ہو، ورنہ اس کا نہ اٹھانا ہی بہتر ہے۔ اور اگر اپنے لئے کوئی چیز اٹھائی تو یہ حرام ہے اور اس صورت میں یہ غضب کی طرح ہے۔ اور اگر ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو اس کا اٹھانا فرض ہے، کیونکہ مسلمان کی جان کی طرح اس کے مال کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ اگر نہیں اٹھایا تو گنہگار ہو گا۔[۳]

موالک کا موقف:

مالکیہ کے ہاں اگر کوئی گمشدہ چیز اٹھانے کے بعد خیانت کا مرتکب ہو گا، تو اس کے لئے اٹھانا حرام ہے۔ اگر کسی کو اپنے اوپر اعتماد ہو، تو اس کی مندرجہ ذیل دو صورتیں ہیں۔

ا: اگر نہ اٹھائے تو ضائع ہونے کا خوف ہے۔

حکم: اس صورت میں اٹھانا ضروری ہے۔

۲: اگر نہ اٹھائے تو ضائع ہونے کا خوف نہیں۔

حکم: اس صورت میں ایک قول استحباب کا ہے اور ایک کراہت کا۔[۴]

شوافع کا موقف:

امام شافعیؒ[5] فرماتے ہیں کہ اگر ایسی جگہ کوئی چیز پائے جہاں ضائع ہونے کا خدشہ ہو، اور خود پر اعتماد ہو تو اس کا

اٹھانا بہتر ہے اور اس صورت میں ان کا دوسرا قول وجوب کا ہے، کیونکہ مال کو ضائع ہونے سے بچانا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ[6]

"اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔"

اور جب مومن، مومن کا دوست ہے، تو اس کے لئے اس کے مال کی حفاظت ضروری ہے، اور اسے ضائع ہونے کے لئے نہ چھوڑا جائے۔ سعید بن المسیبؒ[7] اور حسن بن صالحؒ[8] نے اس کے اٹھانے کو ضروری سمجھا ہے، اور ابی بن کعبؓ[9] نے اسے بالفعل اٹھایا ہے۔[10]

حنابلہ کا موقف:

امام احمد بن حنبلؒ[11] فرماتے ہیں کہ لقطہ کا نہ اٹھانا ہی بہتر ہے۔ جابر بن زیدؒ[12]، اور عطاء بن دینارؒ[13] کا بھی یہی قول ہے۔[14] ان کی دلیل جارودؓ کی مرفوع حدیث ہے۔ ضالة المسلم حرق النار۔[15]

"مسلمان کی گمشدہ چیز آگ کا ٹکڑا ہے۔"

حافظ ابن حجرؒ[16] فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔[17]

کس کا لقطہ اٹھانا صحیح ہے؟

فقہاء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کس آدمی کا لقطہ اٹھانا صحیح ہے۔

احناف، حنابلہ اور شوافع کے راجح قول کے مطابق ہر انسان کا لقطہ اٹھانا صحیح ہے، چاہے مکلف ہو یا غیر مکلف۔ اور اسی وجہ سے نابالغ بچے، مجنون، معتوہ، مسلمان اور ذمی کا لقطہ اٹھانا صحیح ہے۔ احناف نے مجنون اور معتوہ کو مستثنیٰ کیا ہے اور احناف کے ہاں ان کا لقطہ اٹھانا صحیح نہیں۔[18]

امام مالک[19] پرماتے ہیں کہ لقطہ اٹھانے کے لئے آزاد، بالغ مسلمان ہونا ضروری ہے۔ اور اسی وجہ سے غلام، ذمی اور بچہ لقطہ نہیں اٹھا سکتا۔ بعض شوافع بھی ذمی کے لقطہ اٹھانے کے عدم جواز کے قائل ہیں۔

اگر کسی شخص سے اس کی کوتاہی کے بغیر لقطہ ضائع ہو جائے اور اسے اٹھانے کا حق ہو تو وہ ضامن نہ ہو گا اور اگر اس نے لقطہ کی حفاظت میں کوتاہی کی تو پھر ضامن ہو گا۔[20]

لقطہ اٹھانے پر گواہ بنانا:

مالکیہ اور شوافع کے ایک قول کے مطابق اور حنابلہ کے ہاں لقطہ پر گواہ بنانا مسنون ہے، کیونکہ اس طرح وہ لقطہ پر قبضہ نہیں کر سکے گا اور نہ ہی اسے چھپا سکے گا، اور اگر وہ مر جائے تو وارثوں کی خیانت سے بھی محفوظ رہے گا۔[21]

مالکیہ اور شوافع کے دوسرے قول کے مطابق اور احناف کے نزدیک لقطہ پر گواہ بنانا واجب ہے۔ ان کی دلیل ایک مرفوع حدیث ہے:

«مَنْ وَجَدَ لُقَطَةً فَلْيُشْهِدْ ذَا عَدْلٍ أَوْ ذَوِي عَدْلٍ، وَلَا يَكْتُمْ وَلَا يُغَيِّبْ فَإِنْ وَجَدَ صَاحِبَهَا فَلْيَرُدَّهَا عَلَيْهِ، وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ»[22]

" اگر کسی کو گری ہوئی چیز مل جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس پر ایک یا دو عادل گواہ بنائے، اور اسے چھپانا اور غائب کرنا درست نہیں، اگر اس کا مالک مل جائے تو اسے واپس کرے، ورنہ وہ اللہ تعالیٰ عزو جل کا مال ہے، جسے چاہے اسے دے۔"

اگر گواہ بنانے کے بعد وہ چیز ضائع ہو جائے، تو لقطہ اٹھانے والے کے قول کا اعتبار کیا جائے گا اور اس پر ضمانت نہیں آئے گی۔[23]

لقطہ کی تشہیر کرنا:

ائمہ اربعہ کے ہاں لقطہ کی تشہیر اس حدیث کی بناء پر واجب ہے۔

عَنْ سَلَمَةَ، سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ، قَالَ: لَقِيتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: أَخَذْتُ صُرَّةً مِائَةَ دِينَارٍ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «عَرِّفْهَا حَوْلًا» ، فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا، فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقَالَ: «عَرِّفْهَا حَوْلًا» فَعَرَّفْتُهَا، فَلَمْ أَجِدْ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ ثَلاَثًا، فَقَالَ: «احْفَظْ وِعَاءَهَا وَعَدَدَهَا وَوِكَاءَهَا، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا، وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا» ، فَاسْتَمْتَعْتُ۔[۲۴]

"سلمہ رحمہ اللہ نے سوید بن غفلہ رحمہ اللہ سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو انھوں نے بیان کیا کہ مجھے سو دینار کی ایک تھیلی راستے میں پڑی ہوئی ملی۔ میں اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرو، لیکن مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو اسے پہچان سکتا۔ اس لئے میں پھر آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہو، میں نے اعلان کیا لیکن مالک مجھے نہیں ملا۔ تیسری مرتبہ حاضر ہوا۔ اس مرتبہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس تھیلی کی ساخت، دینار کی تعداد اور تھیلی کے بندھن کو ذہن میں محفوظ رکھو، اگر اس کا مالک آجائے (تو علامت پوچھ کے اسے واپس کر دینا) ورنہ اپنے خرچ میں استعمال کر لو۔ چنانچہ میں اسے اپنے اخراجات میں لایا۔"

تشہیر کی مدت:

امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک ایک سال تک لقطہ کی تشہیر ضروری ہے چاہے معمولی چیز ہو یا قیمتی۔ احناف میں سے امام محمدؒ کا بھی یہی قول ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اگر کسی چیز کی قیمت دس درہم سے کم ہو تو چند دنوں کے لئے تشہیر کرے اور اس کے بعد لقطہ کا مالک اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر اس کی قیمت دس درہم سے زیادہ ہو، تو پھر ایک سال تک تشہیر کرے گا۔[۲۵]

تشہیر کا وقت اور جگہ:

لقطہ کی تشہیر دن کے وقت لوگوں کے مجمع میں کرے گا۔ جس دن کسی کو لقطہ ملا، اس روز سے لے کر ایک ہفتہ تک روزانہ تشہیر کرے گا۔ اگر صحراء میں کوئی چیز ملی ہو اور وہاں سے قافلہ گزرا ہو، تو قافلہ میں جائے گا اور وہاں تشہیر کرے گا۔[۲۶]

تشہیر کی تعداد: پورا سال روزانہ تشہیر کرنا ضروری نہیں بلکہ سال کے شروع میں روزانہ دو مرتبہ تشہیر کیا جائے، پھر ہر ہفتہ ایک مرتبہ اور پھر ہر مہینہ ایک یا دو مرتبہ۔[۲۷]

لقطہ کی ملکیت:

امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک اگر ایک سال تشہیر کے بعد بھی لقطہ کا مالک نہیں آیا، تو یہ چیز اٹھانے والے کی ملکیت میں آجائے گی، چاہے وہ مالدار ہو یا غریب۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں،

کہ سال گزرنے کے بعد بھی وہ مالک نہ بنے گا بلکہ وہ چیز صدقہ کرے گا۔ اور اگر وہ شخص غریب ہو تو خود بھی استعمال کر سکتا ہے۔[۲۸]

ابن قدامہؒ[۲۹] فرماتے ہیں کہ اگر لقطہ اٹھانے والا مر گیا، تو اس کے واث ایک سال تک لقطہ کی تشہیر کریں گے، اگر مالک نہیں آیا تو لقطہ وارثوں کی ملکیت میں آئے گا۔ اور اگر مالک آیا تو وارثوں سے مطالبہ کرے گا۔[۳۰]

لقطہ کے اخراجات:

بعض دفعہ لقطہ پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً کسی کو کوئی جانور ملا تو اس کے لئے چارے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کی دیکھ بھال کے لئے نوکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے لقطہ پر خرچہ کیا تو مالک سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے، چاہے حاکم یا قاضی کی اجازت سے خرچہ کیا ہو یا ان سے اجازت مانگے بغیر۔ باقی تینوں ائمہ کہتے ہیں کہ اگر حاکم یا قاضی کی اجازت سے خرچہ کیا ہو تو مطالبہ کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اس صورت میں یہ اس کی طرف سے تبرع واحسان ہو گا۔[۳۱]

لقطہ کو صدقہ کرنا:

جمہور فقہاء کے نزدیک تشہیر کے بعد لقطہ کو صدقہ کرنا جائز ہے۔لقطہ کو فقراء اور مساکین پر صدقہ کیا جائے گا۔ تشہیر کی مدت کے بعد اگر لقطہ صدقہ کیا گیا تو مالک اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر صدقہ کرنے کے بعد مالک آیا تو اسے تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہو گا۔

۱: اگر چاہے تو صدقہ جاری رکھے، کیونکہ جب لقطہ اٹھانے والے نے صدقہ کیا تو یہ مالک کی اجازت پر موقوف ہوا،اور مالک نے اجازت دی۔

۲: اگر چاہے تو لقطہ اٹھانے والے کو ضامن بنائے، کیونکہ اس نے مالک کی اجازت کے بغیر صدقہ کیا۔

۳: اور اگر چاہے تو مسکین کو ضامن بنائے کیونکہ اس نے مالک کی اجازت کے بغیر لقطہ پر قبضہ کیا۔اگر مسکین کے پاس وہ چیز موجود ہو، تو اس کو واپس کرے گا ورنہ اس کی قیمت ادا کرے گا۔

اسی طرح اگر کسی مکان یا جنگل میں خزانہ مل جائے تو اس کی خوب تشہیر کرے گا، بہت تلاس کرنے کے بعد اگر مالک کا پتہ نہ چلے تو اس کو صدقہ کرے گا اور اگر غریب ہے تو اپنے پاس بھی رکھ سکتا ہے، صدقہ کرنے کے بعد اگر مالک صدقہ پر راضی نہ ہوا تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر بیان ہوا۔[۳۲]

لقطہ واپس کرنا:

اگر لقطہ کا مالک آیا تو اس سے مختلف علامات کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ مثلا اس چیز کا رنگ کیسا ہے، اس کی قیمت کیا ہے، کس جگہ پر وہ چیز گم ہوئی تھی، وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد اس سے کہا جائے گا کہ تمھارے پاس کوئی گواہ ہے کہ نہیں۔اگر وہ علامات صحیح بتائے اور گواہ بھی پیش کرے، تو اس کو وہ چیز لوٹائی جائے گی۔اور اگر علامات تو صحیح بتائے لیکن گواہ پیش نہ کر سکے، پھر بھی لقطہ اٹھانے والا اسے وہ چیز واپس کر سکتا ہے۔لیکن عدم گواہ کی صورت میں اسے وہ چیز واپس کرنے پر مجبور کیا جائے گا یا نہیں، اس میں دو قول ہیں۔

ا: احناف اور شوافع فرماتے ہیں کہ اس کو گمشدہ چیز واپس کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، جب تک وہ گواہ پیش نہ کرے۔

۲: موالک اور حنابلہ کہتے ہیں کہ اگر اگر مالک نے صحیح علامات بتائیں تو لقطہ اٹھانے والے کو وہ چیز واپس کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ [۳۳]

حرم کا لقطہ:

جمہور فقہاء کے نزدیک حرم اور حل کے لقطہ میں کوئی فرق نہیں۔ ان کے نزدیک حرم کا لقطہ اٹھانا جائز ہے اور ایک سال تک اس کی تشہیر کی جائے گی۔ جبکہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حرم کے لقطہ کی تشہیر ہمیشہ کے لئے کی جائے گی، کیونکہ مکہ کو اللہ تعالیٰ نے شرف اور بزرگی دی ہے اور لوگ بار بار مکہ کی طرف حج و عمرہ وغیرہ کے لئے آتے ہیں۔ [۳۴]

دار الحرب کا لقطہ:

اگر کسی کو دار الحرب میں کوئی چیز ملے اور وہ لشکر کے ساتھ گیا ہو تو دار الاسلام میں ایک سال تک اس کی تشہیر کرے گا۔ اگر مالک نہ ملے تو اسے مال غنیمت مین شامل کرے گا۔ دار الاسلام میں اس لئے تشہیر کرے گا کہ دار الحرب کے اموال مسلمانوں کے لئے مباح ہیں، اور اکثر دار الحرب میں تشہیر ناممکن ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کسی مسلمان کی چیز ہو۔ تشہیر کی ابتداء سب سے پہلے اس لشکر میں کرے گا جس میں وہ خود موجود ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ لشکر کے کسی آدمی کا مال ہو۔ پھر جب وہ دار الاسلام کی طرف لوٹ جائے تو باقی تشہیر دار الاسلام میں مکمل کرے گا۔ اگر کوئی شخص دار الحرب میں امان کے ساتھ داخل ہوا ہو، تو پھر لقطہ کی تشہیر دار الحرب میں ہی کرے گا، کیونکہ امان کے بعد دار الحرب کے اموال اس کے لئے حرام ہیں۔ [۳۵]

خلاصہ بحث:

اگر کسی کو کھوئی ہوئی چیز مل جائے تو اسے لقطہ کہتے ہیں اور اسے اپنے لیے اٹھانا درست نہیں۔ اگر یہ خطرہ ہو کہ اگر وہ اسے نہ اٹھائے تو کوئی اور لے جائے گا اور جس کے پاس ہے اسے نہیں ملے

گا تو اسے اٹھا کر مالک تک پہنچانا واجب ہے۔ جب کوئی پڑی ہوئی چیز اٹھا لے تو اس کے لیے ضروری ہو گیا کہ وہ مالک کو تلاش کر کے دکھائے۔ اگر گم ہونے کا خطرہ نہ ہو یا گم ہونے کا خطرہ ہو تو دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ اسے اٹھانے کے بعد مالک کو تلاش کر کے اس تک پہنچانا واجب ہے، اور اپنے لیے رکھنا جائز نہیں بلکہ مالک تک پہنچانا ضروری ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ لوگوں کے اجتماعات میں ملنے والی چیز کا اعلان کرے اور بار بار اعلان کرے کہ اسے کوئی چیز ملی ہے اور وہ جس شخص کی ہے وہ آئے اور اسے وصول کرے، لیکن اعلان میں اس چیز کی نشانیوں کا ذکر نہ کرے، بلکہ یہ کہے کہ اسے کوئی زیور، کپڑا یا پیسہ ملا ہے، یہ جس کا ہے وہ اس کی نشانی بتائے۔ اگر کوئی صحیح نشانی بتائے تو اسے دی جائے۔

بہت تلاش کرنے اور اعلان کرنے کے بعد جب وہ بالکل مایوس ہو جائے کہ اس کا کوئی مالک نہیں ملے گا تو اسے چاہیے کہ اس چیز کو صدقہ کرے اور خود نہ رکھے، لیکن اگر وہ خود فقیر اور محتاج ہو تو اس کے لیے خود استعمال کرنا بھی جائز ہے لیکن اگر اس کا مالک صدقہ دینے کے بعد آئے تو اس سے قیمت لے سکتا ہے اور اگر مالک صدقہ دینے پر راضی ہو جائے تو اسے صدقہ کا ثواب ملے گا۔

اگر کسی گھر یا جنگل میں خزانہ مل جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے، خود لینا جائز نہیں۔

نتائج بحث:

- گمشدہ چیز کا نہ اٹھانا بہتر ہے اور اگر ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو پھر اٹھانا بہتر ہے۔
- نابالغ بچے، ذمی اور مکلف، ہر ایک کا لقطہ اٹھانا صحیح ہے۔
- لقطہ اٹھانے پر گواہ بنانا بہتر ہے۔
- لقطہ کی تشہیر کرنا واجب ہے۔
- لقطہ کی تشہیر کی مدت ایک سال ہے۔

- لقطہ کی تشہیر دن کے وقت لوگوں کے مجمع میں ضروری ہے۔ اگر صحراء میں کوئی چیز مل جائے اور وہاں سے قافلہ گزرا ہو، تو قافلہ میں تشہیر ضروری ہے۔
- جس دن کسی کو لقطہ ملا، اس روز سے لیکر ایک ہفتہ تک روزانہ تشہیر کرے گا، پھر ہفتہ میں ایک یا دو مرتبہ اور پھر مہینہ میں ایک یا دو مرتبہ تشہیر کرے گا۔
- اگر لقطہ کوئی ایسی چیز ہو جس پر خرچہ کرنا پڑتا ہے، مثلاً جانور وغیرہ، تو اگر حاکم یا قاضی کی اجازت سے خرچہ کیا تو مالک سے اخراجات کا مطالبہ کر سکتا ہے۔
- تشہیر کے بعد اگر مالک نہ ملے تو لقطہ کو صدقہ کرنا چاہیے۔
- اگر لقطہ کا مالک آیا تو اس سے مختلف علامات کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اسے گواہ پیش کرنے کے بارے
- میں کہا جائے گا۔ اگر وہ علامات صحیح بتائے تو اسے لقطہ واپس کیا جا سکتا ہے۔
- اگر کوئی لشکر کے ساتھ دار الحرب میں چلا جائے اور اسے کوئی چیز مل جائے تو وہ سب سے پہلے لشکر میں اس کی تشہیر کرے گا اور پھر واپس آکر باقی تشہیر دار الاسلام میں کرے گا۔

---

۱ لسان العرب، محمد بن مکرم ۷: ۳۹۲، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ

Lisan ul Arab, Muhammad bin Mukarram, volume: 7, Page: 392, Dare Sadir, Beirut, 1414 A.H.

۲ فتح القدیر، محمد بن عبد الواحد ۶: ۱۱۸، دار الفکر، بدون طبع

Fathul Qadeer, Muhammad bin Abdul Wahid, Volume: 6, Page 18, Darul Fikr

۳ رد المحتار علی الدر المختار، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز ۴: ۲۷۵، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۲ھ = ۱۹۹۲ء

Raddul Muhtar ala Durril Mukhtar, Muhammad Amin bin Umar bin Abdul Aziz, Volume: 4, Page: 275, Darul Fikr, Beirut, 1412 A.H., 1992 A.D.

۴ مواھب الجلیل في شرح مختصر خلیل، محمد بن محمد بن عبد الرحمن ۶: ۶۹، دار الفکر، ۱۴۱۲ھ = ۱۹۹۲ء

Mawahibul Jalil fi Sharhe Mukhtasar Khalil, Muhammad bin Muhammad bin Abdur Rahman, Volume 6: Page 69, Darul Fikr, 1412 A.H., 1992 A.D.

۵ محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ، ابو عبد اللہ، ۱۵۰ھ = ۷۶۷ء کو غزہ [فلسطین] میں پیدا ہوئے۔ دو سال کی عمر میں مکہ معظمہ لائے گئے۔ دو دفعہ بغداد گئے۔ ۱۹۹ھ کو مصر تشریف لے گئے اور اپنی وفات ۲۰۴ھ = ۸۲۰ء تک وہیں رہے۔ آپ حدیث، فقہ، ایام عرب اور شعر کے بہت بڑے عالم تھے۔ نہایت ذہین، فطین، ذکی اور حاضر جواب تھے۔ بیس سال

کی عمر میں پہلا فتویٰ دیا تھا۔ رمضان کے مہینے میں ساٹھ مرتبہ قرآن کریم ختم کرنے کا معمول تھا۔[تذکرۃ الحفاظ، محمد بن احمد بن عثمان ۱: ۳۶۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، بدون تاریخ، الاعلام، خیر الدین بن محمود ۶: ۲۶، دار العلم للملایین، بیروت ۱۹۷۴ء]

۶ سورۃ التوبۃ ۹: ۷۱

Surah At Tawbah 9: 71

۷ سعید بن المسیب المخزومی، القرشی، ۱۳ھ = ۶۳۴ء کو پیدا ہوئے۔ مدینہ کے سات فقہاء میں سے تھے۔ محدث، فقیہ اور زاہد تھے۔ عمر بن خطابؓ کے احکامات اور فیصلوں کو محفوظ کیا۔ ۹۴ھ = ۷۱۳ء کو مدینہ میں وفات پائی۔[الطبقات الکبریٰ، محمد بن سعد ۵: ۸۸، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورہ، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۸ھ، الاعلام، خیر الدین بن محمود بن محمد ۳: ۱۰۲]

۸ الحسن بن صالح بن حی الہمدانی، الثوری، الکوفی، ابو عبد اللہ، ۱۰۰ھ = ۷۱۸ء کو پیدا ہوئے۔ مجتہد، فقیہ اور متکلم تھے۔ ۱۶۸ھ = ۷۸۵ء کو کوفہ میں وفات پائی۔ سفیان ثوریؒ کے ہمعصر تھے۔ حدیث کے ثقہ رجال میں سے تھے۔[میزان الاعتدال، محمد بن احمد بن عثمان ۱: ۲۳۰، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، لبنان، ۱۳۸۲ھ = ۱۹۶۳ء، الاعلام، خیر الدین بن محمود بن محمد ۲: ۱۹۳]

۹ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے یہود کے احبار میں سے تھے۔ پچھلی کتابوں پر گہری نظر تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی لکھتے تھے۔ غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق اور دوسرے غزوات میں شرکت کی۔ آپ کی مرویات ۱۴۶ ہیں۔ مدینہ منورہ میں ۲۱ھ = ۶۴۲ء کو وفات پائی۔[الاصابہ، احمد بن محمد بن علی ۱: ۱۹ دار احیاء التراث العربی، بیروت، بدون تاریخ، الاعلام، خیر الدین بن محمود بن محمد ۱: ۸۲]

۱۰ مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، ، محمد بن احمد الخطیب الشربینی ۳: ۵۹۷، دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۱۵ھ = ۱۹۹۴ء

Mughnil Muhtaj ela Ma'rifate Ma'anee alfaz al Minhaj, Muhammad bin Ahmad al Khateeb al Sharbeeni, Volume: 3, Page 597, Darul Kutub al Ilmiyyah, First edition 1415 A.H., 1994 A.D.

۱۱ احمد بن محمد، ابو عبد اللہ، شیبانی، ائمہ اربعہ میں سے ہیں۔ ان کا تعلق مرو سے تھا۔ ان کے والد سرخس کے گورنر تھے۔ ۱۶۴ھ = ۷۸۰ء کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے حصول علم میں لگے رہے اور اس سلسلہ میں سفر کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ۲۴۱ھ = ۸۵۵ء کو وفات پائی۔[تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ۴: ۴۱۳، دار الکتب العربیہ، بیروت، بدوں تاریخ، اعلام، خیر الدین بن محمود بن محمد ۱: ۲۰۳]

۱۲ جابر بن زید، الازدی، البصری ۲۱ھ = ۶۴۲ء کو پیدا ہوئے۔ مشہور تابعی اور ائمہ فقہاء میں سے ہیں۔ ۹۳ھ = ۷۱۲ء کو وفات پائی۔[الاعلام، خیر الدین بن محمود ۲: ۱۰۴]

۱۳ عطاء بن دینار، الہذلی، مشہور فقیہ اور محدث ہیں۔ تفسیر کے بارے میں ان کی ایک کتاب ہے، جو وہ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں۔ ۱۲۶ھ = ۷۴۴ء کو مصر میں وفات پائی۔

۱۴ المغني لابن قدامہ، عبد اللہ بن أحمد ۶: ۷۳، مکتبۃ القاہرۃ، بدون طبعۃ
Al Mughni li Ibne Qudamah, Abdullah bin Ahmad, Volume: 6, Page: 73, Maktabtul Qahirah

۱۵ السنن الکبری، أحمد بن شعیب ۵: ۳۳۷، مؤسسۃ الرسالۃ–بیروت، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۲۱ھ = ۲۰۰۱ء
As Sunanul Kubra, Ahmad bin Shoaib, Volume: 5, Page: 337,Mu'assasatur Risalah, Beirut, First Edition: 1421 A.H, 2001 A.D.

۱۶ احمد بن علی بن محمد، کنانی، عسقلانی، ابو الفضل، شہاب الدین، ابن حجر، قاہرہ میں ۷۷۳ھ = ۱۳۷۲ء کو پیدا ہوئے۔ شعر و ادب کے دلدادہ تھے، پھر حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے حصول میں صعوبتیں برداشت کیں۔ کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔ حدیث، رجال اور تاریخ کے بے نظیر عالم ہیں۔ ۸۵۲ھ = ۱۴۷۸ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ سے [۲۲۱۰] احادیث کی روایت کی گئی ہیں۔ [البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن التاسع، محمد بن علیل ۱: ۸۷، مطبعۃ السعادۃ، مصر، ۱۳۴۸ھ، الاعلام، خیر الدین بن محمود بن محمد ۱: ۱۷۸]

۱۷ فتح الباري، احمد بن علي بن حجر ۵: ۹۲، دار المعرفۃ - بیروت، ۱۳۷۹ء
Fathul Bari Sharh Sahihul Bukhari, Ahmad bin Ali bin Hajr, Volume: 5, Page: 92, Darul Ma'rifah, Beirut, 1379 A.H.

۱۸ رد المحتار علی الدر المختار، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز ۳: ۳۱۹، مغني المحتاج الی معرفۃ معاني الفاظ المنہاج، محمد بن احمد ۲: ۴۲۶، المغني لابن قدامہ ۵: ۷۳۱، المہذب في فقہ الامام الشافعي، ابراہیم بن علي بن یوسف ۲: ۳۰۳، دار الکتب العلمیۃ
Raddul Muhtar ala Durril Mukhtar Volume3: Page 319, Mughnil Muhtaj ila Ma'rifate Ma'ani alfaz al Minhaj, Volume: 2, Page: 426, Al Mughnee li Ibne Qudama, Volume: 5, Page: 731, Al Muhazzab fi fiqh al Imam Shafee, Volume: 2, Page: 303

۱۹ مالک بن انس بن مالک، اصبحی، حمیری، ائمہ اربعہ میں سے ہیں۔ ۹۳ھ = ۷۱۲ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور وہیں ۱۷۹ھ = ۷۹۵ء کو وفات پائی۔ دینی امور میں متصلب اور سلاطین، وزراء اور امراء سے بہت دور رہتے تھے۔ [وفیات الاعیان، احمد بن محمد بن أبي بکر ۴: ۱۳۵، دار صادر، بیروت، الاعلام، خیر الدین بن محمود بن محمد ۵: ۲۵۷]

۲۰ المراجع السابقہ، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، محمد بن احمد ۴: ۹۲، دار الحدیث، القاہرہ، بدون طبع
Bidaya al Mujtahid wa Nihayah al Muqtasid, Muhammad bin Ahmad, Volume: 4, Page: 92, Darul Hadith, Cairo, Egypt.

۲۱ رد المحتار علی الدر المختار، محمد امین بن عمر ۳: ۳۱۹
Raddul Muhtar ala Durril Mukhtar, Volume: 3, Page: 319

۲۲ سنن ابی داود، سلیمان بن اشعث، کتاب اللقطہ، باب التعریف باللقطہ، حدیث: ۱۷۰۹، المکتبۃ العصریہ، صیدا، بیروت
Sunan Abi Dawood, Sulaiman bin Ash'ath, Kitabul Luqta, Hadith: 709, Al Maktabah al Asriyyah, Saida, Berirut.

۲۳ حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر، محمد بن احمد ۴: ۱۲۲، دار الفکر، بدون طبع

Hashiah Al dosoqi ala Sharh al Kabir, Muhammd bin Ahmand, Volume: 4, Page: 122, Darul Fikr.

۲۴ صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل، کتاب فی اللقطہ، باب اذا اخبرہ رب اللقطہ بالعلامۃ دفع الیہ، حدیث: ۲۴۲۶، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ

Sahih Al Bukhari, Muhammad bin Ismail, Hadith: 2426, dar tawq al Najah, 1422 A.H.

۲۵ فتح القدیر، محمد بن عبد الواحد ۶ : ۱۲۲

Fathul Qadir, Muhammad bin Abdul Wahid, Volume: 6, Page: 122

۲۶ رد المحتار علی الدر المختار، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز ۳ :۳۱۹

Raddul Muhtar ala Durril Mukhtar, Muhammad Amin bin Umar bin Abdul Aziz, Volume: 3, Page: 319.

۲۷ مغنی المحتاج، محمد بن احمد ۲: ۴۱۲

Mughnil Muhtaj, Muhammad bin Ahmad, Volume: 2, Page: 412

۲۸ مغنی المحتاج، محمد بن احمد ۲: ۴۱۵

Mughnil Muhtaj, Muhammad bin Ahmad, Volume: 2, Page: 415

۲۹ عبد الرحمن بن محمد بن احمد بن قدامہ، المقدسی، حنبلی فقیہ ہیں، ان کی کنیت ابو الفرج اور لقب شمس الدین ہے۔ ۵۹۷ھ = ۱۲۰۰ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۲ سال تک قضاء کا عہدہ سنبھالا۔ ۶۸۲ھ = ۱۲۸۳ء کو دمشق میں وفات پائی۔

۳۰ مغنی المحتاج، محمد بن احمد ۲: ۴۱۶

Mughnil Muhtaj, Muhammad bin Ahmad, Volume: 2, Page: 416

۳۱ فتح القدیر، محمد بن عبد الواحد ۶ :۱۲۵

Fathul Qadir, Muhammad bin Abdul Wahid, Volume: 6, Page: 125

۳۲ فتح القدیر، محمد بن عبد الواحد ۶ :۱۲۴

Fathul Qadir, Muhammad bin Abdul Wahid, Volume: 6, Page: 124

۳۳ المغنی لابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد ۶ : ۳۳۷

Al Mughni li ibne Qudamah, Abdullah bin Ahmad, Volume: 6, Page: 337

۳۴ فتح القدیر، محمد بن عبد الواحد ۶ :۱۲۸

Fathul Qadir, Muhammad bin Abdul Wahid, Volume: 6, Page: 128

۳۵ المغنی لابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد ۶ :۳۴۸

Al Mughni li ibne Qudamah, Abdullah bin Ahmad, Volume: 6, Page: 348